دل کی بات

اپوزیشن کی تحریکِ نجات
اور پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری

قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف مسلم لیگ کے مردہ گھوڑے میں روح پھونک کر اسے منہ زور بنانے اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۱۱ ستمبر کو مزار قائد سے ٹرین مارچ کے ذریعے اس مہم کا آغاز کیا۔ پھر ۲۰ ستمبر کو ملک گیر ہڑتال کرادی۔ ساتھ ہی ۲۹ ستمبر کو یوم نجات کا اعلان کر دیا اور ملک بھر میں حکومت کے خلاف جلسے کئے۔ اور اب ۱۱ اکتوبر کو پہیہ جام ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔

نواز شریف نے جس تیزی کے ساتھ حکومت پر مسلسل حملے کئے ہیں اس کا مختانہ واجبی ہے۔ البتہ ان کا یہ کارنامہ ضرور ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ جیسی پیدائشی ٹوڈیوں اور آنریری مخبروں کی جماعت کو عوامی اور سیاسی بنانے میں اپنی دولت اور ساری توانائیاں وقف کر دی ہیں۔ لیگیوں کو پولیس کی لاٹھی، گولی، آنسو گیس اور جیل یا ترا سے آشنا کرنا۔ یہ بات بڑی بات ہے پیارے۔

حزبِ اختلاف کی یہ ساری مہم جو تحریک نجات کے نام سے منسوب ہے کسی ٹھوس، مثبت اور تعمیری پروگرام سے خالی اور پھسپھسی ہے۔ صرف پیپلز پارٹی کی حکومت کا خاتمہ اور نئے انتخابات کا انعقاد عوامی دلچسپی کا محور نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پروگرام کی کامیابی کا مطلب پھر نواز شریف کی حکومت کا قیام ہے۔ اور یہ کوئی منشور نہیں۔ یہی کچھ گزشتہ دور میں انہوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ کیا اور پھر پیپلز پارٹی نے ان کے ساتھ اور اب اسی آموختہ کو مکرر دہرایا جا رہا ہے۔ یہ محض ذاتی شخصی مفادات اور اقتدار کی جنگ ہے۔ دونوں بڑی پارٹیاں یہ طے کر چکی ہیں کہ کسی کو چین سے حکومت نہیں کرنے دیں گے۔ اسکے لئے ملک بھی داؤ پر لگانا پڑے تو یہ اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ اسمبلیاں جو ملک و قوم کے معزز ترین ادارے ہوتے ہیں۔ گالی گلوچ، مار دھاڑ، فحش کلامی اور ہلڑ بازی کا مرکز بن چکی ہیں۔ عدلیہ کی ساکھ اور اعتماد مجروح ہو چکا ہے۔ حزبِ اقتدار یا حزبِ اختلاف دونوں میں سے کوئی بھی سنجیدہ یا شریفانہ طرزِ عمل اختیار کرنے کو طیار نہیں۔ اور ان اداروں کی اٹھا پٹخ نے دنیا بھر میں پاکستان کے وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔

اپوزیشن کی مزاحمت اور محاذ آرائی کے نتیجہ میں حکومت نے بھی جوابی مزاحمت اور دفاعی حکمت عملی اختیار کی۔ پیپلز پارٹی کی "رانی توپ" نے نواز شریف پر تازہ گولہ یہ پھینکا ہے کہ

"اپوزیشن کو حکومت سے مذاکرات کرنے چاہیں۔ محاذ آرائی کی سیاست ترک کر کے بات چیت کے ذریعے مسائل حل کرنے چاہیں۔ نئے انتخابات خارج ازامکان ہیں البتہ ہم آٹھویں ترمیم کے خاتمہ، فلور کراسنگ ایکٹ پر غور اور خواتین کی نشستوں کی بحالی کے تین نکات پر مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔

ظاہر ہے کہ موجودہ صورت حال میں یہ تینوں باتیں اپوزیشن کو قبول نہیں اور نتیجہ واضح ہے کہ ملک میں افراتفری اور ہنگامہ آرائی جاری رہے گی۔ ہاں اگر نواز شریف اور ان کے حواریوں کو پاکستان کا "مقتدرِ اعلیٰ" اس بات کی پکی یقین دہانی کرا دے کہ درج بالا نکات پر حکومت سے مفاہمت کے بعد اقتدار انہیں سونپ دیا جائے گا تو

وہ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر یہ سب کچھ قبول کر لیں گے۔ اگرچہ ماضی میں نواز شریف یہی حماقت کر کے اس کا خمیازہ بھی بھگت چکے ہیں۔ لیکن ...... اقتدار کی دیوی بڑی ظالم چیز ہے۔ یہ ایسی سفاک محبوبہ ہے جو فی الوقعہ عاشق کی پریڈ کراتی ہے۔ یعنی بلا کر بٹھانا، بٹھا کر اٹھانا اور اٹھا کر نکالنا اسکا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اس کے باوجود جمہوریت کے عاشقانِ نامراد کی "استقامت" مثالی ہے اور وہ اس لکشمی دیوی کے کوئے ملامت کا طواف جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہمیں اس سے غرض نہیں کہ لیلائے اقتدار کے ان عاشقانِ روسیاہ کا مستقبل روشن ہے یا تاریک مگر ان کے کرتوت اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ وطن عزیز کا مستقبل ضرور خطرے میں ہے۔

ارباب اقتدار ہوں یا حزب اختلاف دونوں ملک کی نظریاتی سرحدوں کو مجروح اور رسوا کر چکے ہیں۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے استحکام و تحفظ کے بغیر اسکی بقا ممکن نہیں۔ ہمارے سیاست دان اور حکمران مادی ترقی کے جو سہانے خواب قوم کو دکھا رہے ہیں۔ اس میں بھی ان کے ذاتی مفادات پوشیدہ ہیں وہ بہر صورت لوٹ کھسوٹ جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

امریکی خاتون وزیر برائے توانائی مسمات ہیزل اولیری کی پر اعتماد گفتگو کی گونج ابھی فضا میں باقی ہے۔ ۲۴ ستمبر کو اسلام آباد کی ایک تقریب میں جس طرح اس نے ہمارے حکمرانوں کی کلاس لی ہے اور پورے اعتماد کے ساتھ ایکشن سسپنس سے بھرپور تقریر کی ہے وہ یقیناً کسی بڑی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔

ہماری حکومت نے چار ارب سے زائد یعنی سوا کھرب روپے کی امریکی سرمایہ کاری کے ۱۶ معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ قبل ازیں اسی مسمات نے ویانا میں بین الاقوامی ادارہ جوہری توانائی کانفرنس میں امریکہ کی نمائندگی کی اور ایٹمی تحفظات کی ایک یادداشت پر مختلف ملکوں سے دستخط لئے۔ ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔ یہ یادداشت کیا تھی؟ پاکستان نے اس پر کیوں دستخط کئے پوری قوم اس سے قطعی بے خبر ہے۔ اور یہی جمہوریت ہے!

پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری کے حوالے سے ہونے والے معاہدوں کی جو تفصیلات اخبارات میں آئی ہیں ان کے مطابق۔ چار ارب روپے کی سرمایہ کاری سے پاکستان میں بجلی پیدا کرنے کے ۱۲ کارخانے قائم ہوں گے۔ جن میں ۹ منصوبے تھرمل بجلی کے ہیں اور ۳ ہائیڈل الیکٹرک کے۔ ان سے مجموعی طور پر ساڑھے تین ہزار میگاواٹ سے زیادہ بجلی پیدا ہو گی۔ ان کارخانوں کی تکمیل ۱۹۹۷ء تک متوقع ہے۔ جبکہ آئندہ دو تین برسوں میں مزید دس ارب ڈالر تقریباً تین کھرب روپے کی امریکی سرمایہ کاری اس پر مستزاد ہے۔

ان معاہدوں میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟ اسکو سمجھنے کے لئے یہی ایک کسوٹی کافی ہے کہ امریکہ جو ایف ۱۶ کی خریداری کے لئے ادا کی ہوئی پاکستانی رقم ہضم کر گیا ہے۔ نہ جہاز دیئے اور نہ رقم واپس لوٹائی۔ ایٹمی پروگرام خاموش سفارتکاری کے منافقانہ عمل کے نتیجہ میں رول بیک کرا چکا ہے۔ اب اس سوہنی دھرتی کی معیشت کے سینے میں مفادات کے مہیب پنجے گاڑ کر مکمل قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ آخر اس کا رویہ یکسر کیوں تبدیل ہوا اور وہ ہم "غریب الغربا" پر اتنا زیادہ مہربان کیوں ہوا؟ یہ سوچنے کی باتیں ہیں۔

بقیہ صـ ۸ ـ پر